

## سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ

سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَانِ عَشْرُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعٍ

سورہ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَا

سُنَّ لِي اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی تھی اپنے خاوند کے حق میں اور جھینکتی تھی اللہ کے آگے و اور اللہ سنتا تھا سوال و جواب

وَرَكْمًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ① الَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ

تم دونوں کا بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے وک جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ہو جائیں انکی مائیں

إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا الْإِثْنَانِ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ

انکی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی و اور اللہ معاف

لَعَفُوْ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

کرنا والا بخشنے والا ہے وک اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جس کو کہا ہے تو آزاد کرنا چاہیے ایک

مَنْ قَبْلُ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكُمْ تُوْعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ③

برہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں و اس ستم کو نصیحت ہوگی و اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو وک

(۱) خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عمر کے لیے اس پر حرام

ہوگئی۔ پھر کوئی صورت اُن کے ملنے کی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک مسلمان (اوس بن الصامت) اپنی عورت

(خولہ بنت ثعلبہ) کو یہی کہہ بیٹھا۔ عورت حضرت کی خدمت میں پہنچی اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ

نے ابھی تک کوئی خاص حکم نہیں دیا میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہوگئی۔ اب تم دونوں کیونکر مل سکتے ہو۔ وہ شکوہ وزاری کرنے

لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے کبھی حضورؐ سے جھگڑتی کہ یا رسول اللہ! اس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

کبھی اللہ کے آگے رونے جھینکنے لگتی کہ اللہ! میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ سے کرتی ہوں۔ ان بچوں کو اگر اپنے پاس رکھوں تو

بھوکے مریں گے، اُس کے پاس چھوڑوں تو یوں ہی (کس پر سی میں) ضائع ہو جائیں گی۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان سے میری

لے جس کے لیے کہا تھا۔ نہ غلام۔

مشکل کو حل کر۔ اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور ”ظہار“ کے متعلق حکم (تنبیہ) حنفیہ کے نزدیک ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف دیکھنا اُس کو منع ہو۔ مثلاً یوں کہے ”اَنْتَ عَلٰی كَظْهَرِ اُخْتِی“ (تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) ”ظہار“ کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجائے۔

(۲) اللہ تمہاری گفتگو سننا ہے | یعنی اللہ تو سب ہی کچھ سنتا دیکھتا ہے۔ جو گفتگو آپ کے اور اُس کے درمیان ہوئی وہ کیوں سنتا

بیشک وہ مصیبت زدہ عورت کی فریاد کو پہنچا۔ اور ہمیشہ کے لیے اس قسم کے حوادث سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ بتلادیا۔ جو آگے آتا ہے

(۳) ظہار کا حکم | یعنی بیوی (جس نے اس کو جنا نہیں) وہ اس کی واقعی ماں کیونکر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لیے

حقیقی ماں کی طرح حرام ہو جائے؟ ہاں آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی نامعقول اور بیہودہ بات کہہ دے اس کا بدلہ یہ ہے

کہ کفارہ دے، تب اس کے پاس جائے در نہ جائے۔ پر عورت اسی کی رہی، محض ظہار سے طلاق نہیں پڑ گئی۔

(۴) یعنی جاہلیت میں جو ایسی حرکت کر چکے وہ معاف ہے۔ اب ہدایت آچکنے کے بعد ایسا مت کرو۔ اگر غلطی سے کر گزرے تو توبہ

کر کے اللہ سے معاف کراؤ۔ اور عورت کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کرو۔

(۵) ظہار کا کفارہ | یعنی یہ لفظ (اَنْتَ عَلٰی كَظْهَرِ اُخْتِی) کہا صحبت موقوف کرنے کو۔ پھر صحبت کرنا چاہیں تو پہلے ایک غلام آزاد کر

لیں اس کے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (تنبیہ) حنفیہ کے ہاں کفارہ دینے سے پہلے جماع اور دوائی جماع دونوں ممنوع ہیں بعض

احادیث میں ہے ”اَمْرًا اَنْ لَا يَفْرُدَّهَا حَتّٰی يَكْفُرَ“

(۶) یعنی کفارہ کی مشروعیت تمہاری تنبیہ و نصیحت کے لیے ہے کہ پھر ایسی غلطی نہ کرو۔ اور دوسرے بھی باز آئیں۔

(۷) یعنی تمہارے احوال کے مناسب احکام بھیجتا ہے اور خبر رکھتا ہے کہ تم کس حد تک اُن پر عمل کرتے ہو۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں دو مہینے کے لگاتار و پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی نہ کر سکے

فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ

تو کھانا دینا ہر ساٹھ محتاجوں کا و یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور اُس کے رسول کے و اور یہ حدیں باندھیں ہیں اللہ کی اور

لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَبِتُوا كَمَا كَبِتَ

منکروں کے واسطے عذاب ہو دردناک جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول کی وہ عمار ہوئے جیسے کہ خوار

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ۚ

ہوئے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے اور ہم نے اُنہیں ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا و

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ

جس دن کہ اُٹھائے گا اللہ ان سب کو پھر جتلائیگا اُن کو اُنکے کیے کام و اللہ نے وہ سب گن رکھیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ

سامنے ہے ہر چیز کا



(۸) یعنی بیچ میں دم نہ لے۔

(۹) کفارہ میں سہولتیں ”برہ“ (غلام) آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو، تب روزے رکھ سکتا ہے۔ اور روزے رکھنے سے مجبور ہو تب کھانا دے سکتا ہے تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجائے۔

(۱۰) یعنی جاہلیت کی باتیں چھوڑ کر اللہ و رسول کے احکام پر چلو، جو مومن کامل کی شان ہے۔

(۱۱) حدود سے آگے نہ بڑھو | یعنی مومنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں۔ باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پروا نہیں کرتے اور خود اپنی رائے و خواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں، انہیں چھوڑیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سن لینے کے بعد انکار پر جبر رہنا اور خدائی احکام کی عزت و احترام نہ کرنا اپنے کو ذلت کے عذاب میں پھنسانے کا مرادف ہے۔

(۱۲) یعنی جو کام کیے تھے ان سب کا نتیجہ سامنے آجائے گا کوئی ایک عمل بھی غائب نہ ہوگا۔

(۱۳) یعنی ان کو اپنی عمر بھر کے بہت سے کام یاد بھی نہیں رہے یا ان کی طرف توجہ نہیں رہی۔ لیکن اللہ کے ہاں وہ سب ایک ایک کر کے محفوظ ہیں۔ وہ سارا دفتر اس دن کھول کر سامنے رکھ دیا جائے گا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں

اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خُسَّةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرُ اِلَّا هُوَ

وہ نہیں ہوتا انہیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چھٹا اور نہ اُس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں ہوں وہاں پھر جتلا دیگا انکو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کو دن بیشک اللہ کو معلوم ہے ہر

عَلِيْمٌ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ

چیز تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جن کو منع ہوئی کانا پتھوسی پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں

بِالْاَيْمِ وَالْعُدُوْاۤنِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحْيِكَ بِهِ اللّٰهُ

گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی وہاں اور جب آئیں تیرے پاس تجھ کو وہ دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا

اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اُس پر جو ہم کہتے ہیں کافی ہو ان کو دوزخ داخل ہونگے اس میں

فَيَسِّرُ الْمَصِيْرَ ۝

سو بُری جگہ پہنچے وہاں

(۱۴) اللہ ہر مجلس میں موجود ہے | یعنی صرف اُن کے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے۔ اللہ کے علم میں تو آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے

سے سرگوشی۔

کوئی مجلس، کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو جہاں تین آدمی چھپ کر مشورہ کرتے ہوں نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا نہیں سُن رہا۔ اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے کہ کوئی چھٹا سننے والا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تین ہوں یا پانچ یا اُس سے کم زیادہ، کہیں ہوں کسی حالت میں ہوں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنے علم محیط سے اُن کے ساتھ ہے۔ کسی وقت اُن سے جدا نہیں۔

(تنبیہ) طاق عدد کی حکمت مشورہ میں اگر صرف دو شخص ہوں تو بصورت اختلاف ترجیح دشوار ہوتی ہے۔ اسی لیے عموماً معاملات ہمہ میں طاق عدد رکھتے ہیں اور ایک کے بعد پہلا طاق عدد تین تھا پھر پانچ۔ شاید اس لیے ان دو کو اختیار فرمایا اور آگے ”وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرُ“ سے تعمیم فرمادی۔ باقی حضرت عمر کا شوری خلافت کو چھ بزرگوں میں دائر کرنا (حالانکہ چھ کا عدد طاق نہیں) اس لیے ہوگا کہ اُس وقت یہی چھ خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق تھے۔ جن میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جاسکتا تھا۔ نیز خلیفہ کا انتخاب اُن ہی چھ میں سے ہو رہا تھا تو ظاہر ہے جس کا نام آتا اُس کے سوارائے دینے والے تو پانچ ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی احتیاطاً حضرت عمرؓ نے بصورت مساوات ایک جانب کی ترجیح کے لیے عبد اللہ ابن عمر کا نام لے دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۵) حضورؐ کی مجلس میں منافقوں کی سرگوشیاں حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے مجلس والوں کا مذاق اڑاتے اُن پر عیب پکڑتے۔ ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے غلصہ مسلمانوں کو تکلیف ہوتی اور حضرت کی بات سُن کر کہتے ”یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکیگا“ پہلے سورہ ”نساء“ میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا لیکن یہ موزی بے حیاء پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ اس پر یہ آیتیں اُتریں۔

(۱۶) حضورؐ کی شان میں یہودیوں کی گستاخی یعنی اللہ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ اور ”وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اَصْطَفٰی“ اور مومنین کی زبانوں سے ”اَسَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ“ مگر بعض یہود جب آپ کے پاس آتے تو بجائے اَسَلَامٌ عَلَیْکَ کے دبی زبان سے ”اَسَلَامٌ عَلَیْکَ“ کہتے۔ جس کے معنی ہیں۔ ”تجھے موت آئے“ گویا اللہ نے جو سلامتی کی دعاء آپ کو دی تھی، اس کے خلاف بددعا دیتے تھے۔ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ واقعی رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آتا۔ اُس کا جواب دیا ”حَسْبُہُمْ جَهَنَّمُ“ یعنی جلدی نہ کرو۔ ایسا کافی عذاب آئیگا جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ (تنبیہ) احادیث میں ”یہود“ کے متعلق آیا ہے کہ ”السلام“ کی جگہ ”السام“ کہتے تھے۔ ممکن ہے بعض منافقین بھی ایسا کہتے ہونگے۔ کیونکہ منافق عموماً یہودی تھے۔ حضورؐ کی عادت تھی کہ جب کوئی یہودی یہ کہتا آپ جواب میں صرف ”وعلیک“ فرمادیتے۔ ایک مرتبہ عائشہ صدیقہ نے ”السام علیک“ کے جواب میں یہودی کو ”وعلیک السام واللعنۃ“ کہا تو حضورؐ کو کمال خلق سے یہ جواب پسند نہ آیا۔

يَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ

اے ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۝ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ لَیْہٖ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ

اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی وک اور ڈرتے رہو اللہ جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے وک یہ جو ہے کا نا پھوسی شیطان کا کام ہے

لِیَحْزَنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَارِّہُمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۝ وَعَلٰی اللّٰہِ فَلِیَتَوَكَّلِ

تاکہ دیکھ کرے ایمان والوں کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑے گا بدون اللہ کے حکم کے اور اللہ پر چاہے کہ ہوسر کرے



الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ

ایمان والے ۱۹ اے ایمان والو جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو ۲۰ مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشارگی

اللَّهُ لَكُمْ ۝ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانْشُرُوا يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا

دے تم کو ۲۱ اور جب کوئی کہے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو ۲۲ اللہ بلند کریگا انکے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم

الْعِلْمُ دَرَجَاتٍ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ

انکے درجے ۲۳ اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۲۴ اے ایمان والو جب تم کان میں بات کہنا چاہو رسولؐ سے

فَقَدْ مُوَابِقِينَ يُدْىِ نَجْوَكُمْ صَدَقَ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَظْهَرُ ۖ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا

تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستمرا پھر اگر نہ پاؤ

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَكُمْ صَدَقَتْ

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲۵ کیا تم ڈر گئے کہ آگے بھیجا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں

فَإِذَا لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَ

سوچنا تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کر دیا تم کو تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور

رَسُولَهُ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

اُسکو رسول کے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۲۶

(۱۷) سرگوشی کے آداب | یعنی سچے مسلمانوں کو منافقین کی خوش سے بچنا چاہیئے۔ اُن کی سرگوشیاں اور مشورے ظلم و عدوان اور اللہ و

رسول کی نافرمانی کے لیے نہیں، بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لیے ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ سورۃ ”نساء“ میں

گذا۔ (وَحَيْثُ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (نساء۔ رکوع ۱۷)

(۱۸) یعنی سب کو اللہ کے سامنے جمع ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔ اُس سے کسی کا ظاہر و باطن پوشیدہ نہیں۔ لہذا اُس سے

ڈر کر نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔

(۱۹) منافقین کی سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں | یعنی منافقین کی کانا پھوسی (سرگوشی) اسی غرض سے تھی کہ ذرا

مسلمان رنجیدہ اور دلگیر ہوں اور گھبرا جائیں کہ نہ معلوم یہ لوگ ہماری نسبت کیا منصوبے سوچ رہے ہوں گے۔ یہ کام شیطان اُن

سے کر رہا تھا۔ مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ شیطان اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اُس کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ نفع نقصان سب

اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کا حکم نہ ہو تو کتنے ہی مشورے کر لیں اور منصوبے کاٹھ لیں، تمہارا بال بینکا نہ ہوگا۔ لہذا تم کو غمگین و

دلگیر ہونے کے بجائے اپنے اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (تنبیہ) احادیث میں ممانعت آئی ہے کہ مجلس میں ایک آدمی کو

چھوڑ کر دوسرے شخص کا نا پھوسی کرنے لگیں۔ کیونکہ وہ تیسرا غمگین ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی ایک طرح آئیہ ہذا کے تحت میں داخل ہو

سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ”مجلس میں دوسرے شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے

کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں“

(۲۰) مجلس میں بیٹھنے کے آداب | یعنی اس طرح بیٹھو کہ جگہ کھل جائے اور دوسروں کو بھی موقع بیٹھنے کا ملے۔

(۲۱) یعنی اللہ تمہاری تنگیوں کو دور کرے گا اور اپنی رحمت کے دروازے کشادہ کر دیگا۔

(۲۲) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: ”یہ آداب ہیں مجلس کے۔ کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہیئے سب حضورؐ اقصیٰ ہٹیں تا مکان حلقہ کشادہ ہو جائے۔ یا (اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں اور) پرے ہٹ کر حلقہ کر لیں۔ (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں) اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار“ (تنبیہ) حضورؐ پر نور کی مجلس میں ہر شخص آپ کا قرب چاہتا تھا جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ اکابر صحابہ کو حضورؐ کے قریب جگہ نہ ملتی۔ اس لیے یہ احکام دیے گئے۔ تاہم ایک کو درجہ بدرجہ استفادہ کا موقع ملے، اور نظم و ضبط قائم رہے۔ اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدر مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہئے۔ اسلام ابتری اور بدظمی نہیں سکھلاتا۔ بلکہ انتہائی نظم و شائستگی سکھلاتا ہے۔ اور جب عام مجالس میں یہ حکم ہے تو میدان جہاد اور صفوف جنگ میں تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

(۲۳) یعنی سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب و تہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے۔ اہل علم و ایمان جس قدر کمالات و مراتب میں ترقی کرتے ہیں، اسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ اُن کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے ”وَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ“ یہ متکبر بددین یا جاہل گنوار کا کام ہے کہ اتنی سی بات پر لڑے کہ مجھے یہاں سے کیوں اٹھا دیا اور وہاں کیوں بٹھا دیا یا مجلس سے اٹھ جانے کو کیوں کہا افسوس کہ آج بہت سے بزرگ اور عالم کہلانے والے اسی خیالی اعزاز کے سلسلہ میں غیر مختتم جنگ آزمائی اور مورچہ بندی شروع کر دیتے ہیں۔ ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

(۲۴) یعنی ہر ایک کو اُس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کون واقعی ایماندار اور اہل علم ہیں۔

(۲۵) آنحضرتؐ سے سرگوشی کے وقت صدقہ کا حکم | منافق بے فائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں اور بعض مسلمان غیر اہم باتوں میں سرگوشی کر کے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو حضورؐ سے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تھا، یا کسی وقت آپ خلوت چاہتے تو اُس میں بھی تنگی ہوتی تھی۔ لیکن مروت و اخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے اُس وقت یہ حکم ہوا کہ مقتدرت والا آدمی حضورؐ سے سرگوشی کرنا چاہے وہ اس سے پہلے کچھ خیرات کر کے آیا کرے۔ اس میں کئی فائدے ہیں۔ غریبوں کی خدمت صدقہ کرنے والے کے نفس کا تزکیہ، مخلص و منافق کی تمیز، سرگوشی کرنے والوں کی تقلیل، وغیرہ ذلک۔ ہاں جس کے پاس خیرات کرنے کو کچھ نہ ہو، اُس سے یہ قید معاف ہے۔ جب یہ حکم اُترا منافقین نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ کو پسند نہیں۔ اسی لیے یہ قید لگائی گئی ہے۔ آخر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ فرمادیا۔

(۲۶) صدقہ حکم منسوخ | یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا، حاصل ہو گیا۔ اب ہم نے یہ وقتی حکم اٹھایا لیا ہے چاہئے کہ اُن احکام کی اطاعت میں ہم تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں۔ مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ۔ اسی سے کافی تزکیہ نفس ہو جائے گا۔ (تنبیہ) ”فَاذْكُم تَفْعَلُوْا“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بعض روایات میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس حکم پر اُمرت میں سے صرف میں نے عمل کیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَّا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ

کیا تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جو دوست ہوئے ہیں اُس قوم کے جن پر غصہ ہوا، ہر اللہ کا نہ وہ تم میں ہیں اور نہ اُن میں ہیں اور قسمیں کھاتے



عَلَى الْكُذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۵۸﴾ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

ہیں جھوٹ بات پر اور اُن کو خبر ہے کہ تیار رکھا ہے اللہ نے اُنکے لیے سخت عذاب و عذاب بیشک وہ بُرے کام ہیں جو وہ

يَعْمَلُونَ ﴿۵۹﴾ اِتَّخَذُوا اِيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۶۰﴾

کرتے ہیں وک بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو اُن کو ذلت کا عذاب ہے

لَنْ تَغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

کام نہ آئیں گے اُن کو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں دوزخ کے وہ اُسی میں

خَالِدُونَ ﴿۶۱﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ

پڑی رہیں گے وک جس دن جمع کریگا اللہ اُن سب کو پھر قسمیں کھائیں گے اُس کے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں

اِنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ اِلَّا اِنَّهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ ﴿۶۲﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسَاهُمْ ذِكْرَ

کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں وک سنتا ہی وہی ہیں اصل جھوٹ وک قابو کر لیا ہے اُن پر شیطان نے پھر بھلا دی اُنکو اللہ کی

اللَّهُ اُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ اِلَّا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۶۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

یاد وک وہ لوگ ہیں گروہ شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں وک جو لوگ

يُحٰذِرُوْنَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ اُولَٰئِكَ فِي الْاٰذِلِيْنَ ﴿۶۴﴾

خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اُس کے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں

(۵۸) یہ لوگ منافق ہیں اور وہ قوم یہود ہے۔

(۵۹) منافقین کی حالت | یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں شامل کیونکہ دل سے کافر ہیں، اور نہ پوری طرح اُن میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔ ”مَنْ بَدَّ بَيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰی هُوَ لَا اِلٰی هُوَ لَا اِلٰی“

(۶۰) یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں، جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں ”اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ“ کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔

(۶۱) جس کو دوسری جگہ فرمایا۔ ”اِنَّ اَئِمَّنَا فَيَقِيْنُ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ (نساء رکوع ۲۱)

(۶۲) نفاق کا انجام بُرا ہے | یعنی خواہ ابھی اُن کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بُرا نتیجہ پورے ہیں۔

(۶۳) یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو بچاتے ہیں اور اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے دوستی کے پیرایہ میں دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں سو یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح کچھ عزت نہیں پاسکتے۔ سخت ذلت کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور جب سزا کا وقت آئے گا۔ اللہ کے ہاتھ سے کوئی نہ بچا سکیگا۔ نہ مال کام آئے گا نہ اولاد جن کی حفاظت کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں۔

(۶۴) آخرت میں منافقین کی قسمیں | یعنی یہاں کی عادت پڑی ہوئی وہاں بھی نہ جائے گی۔ جس طرح تمہارے سامنے جھوٹ بول کر

لے لشکر۔ لے لشکر۔

بچ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اور بڑی اچھی چال چل رہے ہیں، اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھانے کو تیار ہو جائیں گے کہ پروردگار! ہم تو ایسے نہ تھے، ویسے تھے۔ شاید وہاں بھی خیال ہو کہ اتنا کہہ دینے سے رہائی ہو جائے گی۔

(۳۴) بیشک اصل اور ڈبل جھوٹا وہ ہی ہے جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ کہنے سے نہ شرمائے۔

(۳۵) ان پر شیطان کا قبضہ ہے شیطان جس پر بوری طرح قابو کر لے اُس کا دل و دماغ اسی طرح مسخ ہو جاتا ہے اُسے کچھ یاد نہیں رہتا کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ بھلا اللہ کی عظمت اور بزرگی و مرتبہ کو وہ کیا سمجھے۔ شاید عشر میں بھی جھوٹ پر قدرت دے کر اُس کی بی حیائی اور حماقت کا اعلان کرنا ہو کہ اس مسموخ کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کے آگے میرا جھوٹ کیا چلیگا۔

(۳۶) شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے۔ نہ دنیا میں اُن کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے۔

کَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۖ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ

اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول۔ بیشک اللہ زور آور ہے زبردست و ۳۷ تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ

اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اُس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے

أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ

یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے اُن کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان و ۳۸ اور اُنکی مدد کی ہے اپنے غیب کے

مَنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ

فیض و ۳۹ اور داخل کرے گا اُنکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں اُن میں اللہ اُن سے راضی

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۲﴾

اور وہ اُس سے راضی و ۴۰ وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا مستجاب ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے و ۴۱

(۲۱) غلبہ اللہ اور اس کے رسولوں کا ہی ہوگا یعنی اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے

ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہے گا۔ اور اس کے پیغمبر ہی مظفر و منصور ہوں گے۔ اس کی

تقریر پہلے کئی جگہ گذر چکی ہے۔

(۳۸) یعنی ایمان اُنکے دلوں میں جمادیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کر دیا۔

(۳۹) مومنین کی اللہ کی طرف سے مدد یعنی غیبی فور عطا فرمایا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے یا روح القدس

(جبریل) سے ان کی مدد فرمائی۔

(۴۰) اللہ کی رضا یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ اُن سے راضی ہوا۔ پھر جس سے اللہ راضی ہوا اُسے

اور کیا چاہئے۔

لہ لشکر۔



(۴۱) اللہ کا گروہ | حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ”یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کو یہ درجے ملتے ہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کے پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ ”أُحُد“ میں ابو بکر صدیق اپنے بیٹے عبدالرحمن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہو گئے۔ مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو، عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ، اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا، اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں آپ نے منع فرمادیا۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ ورزقنا اللہ جہنم واتباعہم واما تانا علیہ۔ آمین۔

تم سورۃ المجادلۃ فللہ الحمد والمسنہ

